بسم اللہ الرحمن الرحیم

تلخیص ابوابِ نصاب

جمعیۃ المسلمین مالیگاؤں

شرعی دلائل

- کتاب اللہ
  - صریح احکامات
  - غیرصریح احکامات
- سنت رسول اللہ
  - معمول بہا احادیث
  - سنت خلفائے راشدین وتعامل سلف
- اجماع امت
  - اجماع صحابہ
  - خیرالقرون کے آثار
- قیاس شرعی
  - صریح
  - غیرصریح

تعریفات:۔حدیث۔مرفوع۔موقوف۔صحیح لذاتہ۔ضعیف۔متواتر درج بالا تعریفات کو زبانی یاد کرنا۔

فقہی اصطلاحات

نمبرشمار	حکم	دلائل
۱	فرض	دلیل قطعی:صریح آیت،حدیث متواتر،اجماع امت
۲	واجب	دلیل ظنّی : غیرصریح آیت،حدیث غیرمتواتر،قیاس مجتہد
۳	سنت مؤکدہ	صحیح صریح حدیث
۴	سنت غیرمؤکدہ یاسنن زوائد،مستحب	احادیث ضعیفہ،اقوال واعمال سلف
۵	مندوب،مباح،نفل	اقوال واعمال سلف
۶	حرام	دلیل قطعی یافرض کی مخالفت
۷	مکروہ تحریمی	دلیل ظنّی یاواجب کی مخالفت
۸	مکروہ تنزیہی	مستحب کی مخالفت

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہونصابِ تخصص ص ۱۶ تا ص ۲۶)

نماز میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟

غیر مقلدین کا موقف: ۔سینہ پر ہاتھ باندھنا ’’سنت مؤکدہ ہے‘‘۔دلیل: صحیح صریح حدیث

احناف کا موقف: ۔ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ’’سنن زوائد‘‘ میں سے ہے۔دلیل: ۔ضعیف احادیث یا افعال اقوال سلف

سینہ پر ہاتھ باندھنے کی روایات

- وائل بن حجرؓ — اسناد میں نظر، علی صدرہٖ غیر محفوظ
- قبیصہ بن ہلبؓ — اسناد میں کلام، علی صدرہٖ غیر محفوظ
- طاوسؒ — اسناد ضعیف، مرسل
- دیگر تمام روایات — ضعیف
- آثار — حجت نہیں

حضرت وائلؓ بن حجر کی روایات

[صحیح ابن خزیمہ سے]

مومل بن اسماعیل: ۔منکرالحدیث، کثیر الخطاء، ثوری سے روایت میں ضعف (میزان الاعتدال ج۴ ص ۲۲۸، تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۳۴۰، فتح الباری ج ۹ ص ۲۰۶)

(روایت غیر محفوظ اور مؤمل بن اسماعیل منفرد اس لئے بطور دلیل قبول نہیں کی جائے گی)

[بیھقی سے]

اُم یحی یا اُم عبدالجبار: ۔ابن ترکمانی انہیں مجہول کہا ہے۔(الجوھر النقی)

سعید بن عبدالجبار بن وائل الحضرمی: ۔ضعیف (تقریب ج ص)

محمد بن حجر بن عبدالجبار: ۔(۱) ذہبی نے کہا ہے انکے پاس مناکیر ہیں (۲) امام بخاریؒ سے نقل کیا ہے کہ ان میں کچھ نظر ہے۔محمد کی اپنے چچا سے روایتیں منکر ہوتی ہیں۔(میزان ج ۳ ص ۵۱۱)

(بہت ضعیف، بیہقی کی یہ روایت متابعت کے قابل بھی نہیں)

حضرت قبیصہ بن ھلب کی روایات

[مسند احمد سے]

قبیصہ بن ھلب: ۔مضطرب الحدیث، ضعیف، (میزان ج ۲ ص ۲۳۳)

یحی بن سعید: ۔ضعیف (تجلیات صفدر ج ۳ ص ۵۲۰)

سماک بن حرب: ۔ضعیف، لین، مضطرب الحدیث، (تہذیب التہذیب ج ص)

(اس روایت میں تصحیف کاتب ہے، ضعیف ہے اسلئے بطور دلیل قابل قبول نہیں)

حضرت طاوسؒ کی روایات

[مراسیل ابوداؤد سے]

سلیمان بن موسیٰ:۔لین الحدیث، انکے پاس منکر اشیاء ہیں، اضطراب، حافظہ مختلط۔(تہذیب التہذیب ج۴ص ۲۲۷، تقریب ج۱ص ۳۳۱)
(غیر مقلدین کے نزدیک مرسل حدیث حجت نہیں مزید یہ کہ اسناد ضعیف اسلئے بطور دلیل نا قابل قبول)

آیت ''فصل لربک وانحر'' کی تفسیر

[سنن بیہقی سے ابن عباسؓ کی روایت]

روح ابن مسیّب:۔متروک، موضوع، اوراحادیث غیر محفوظ

[طبرانی، بیہقی سے حضرت علیؓ سے روایت]

یہ روایت بطریق حضرت علیؓ پیش کرنا صحیح نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

آثار

اول توان آثار کی اسناد غیر صحیح ہیں۔دوم غیر مقلدین کو ان آثار کے پیش کرنے کا کوئی حق ہی نہیں ہے کیونکہ غیر نبی کا قول وفعل ان کے نزدیک حجت نہیں۔

قیاسات

غیر مقلدین بعض مرتبہ ایسی روایات پیش کرتے ہیں جن میں سرے سے ''علیٰ صدرہ یعنی سینہ پر'' کا لفظ ہی نہیں ہوتا لیکن وہ ان روایات سے ''سینے پر'' قیاس کرتے ہیں اور اپنے قیاس کو حدیث کا نام دیتے ہیں یعنی ''بات اپنی نام حدیث کا''۔مثلاً مسند احمد، صحیح ابن خزیمہ وغیرہ سے حضرت وائل بن حجرؓ کی روایت پر شیخ البانی کا قول، صحیح بخاری سے حضرت سہل بن سعدؓ کی روایت سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا رد اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا اثبات ثابت کرنیکی کوشش کرتے ہیں جب کہ اس روایت میں نہ ''تحت السرّہ'' ہے اور نہ ''علی صدرہٖ'' ہے۔اس سے اپنا موقف ثابت کرنا وہی ''بات اپنی نام حدیث کا'' ہے۔

بعض مرتبہ غیر مقلدین اپنے استدلال میں ایسی روایات بھی پیش کرتے ہین جن میں **فوق السرہ** یعنی ''ناف کے اوپر'' کے الفاظ ہوتے ہیں ۔جبکہ ان کا دعویٰ سینہ پر ہاتھ باندھنے کا ہے، ناف کے اوپر کا نہیں، اسلئے فوق السرہ کی روایات ان کی طرف سے نا قابل قبول ہیں۔

غیر مقلدین کا دعویٰ ''سینے پر ہاتھ باندھنے کی دلیل میں'' ایک بھی ''صحیح حدیث'' موجود نہیں ہے، جس سے ثابت ہوسکے کہ کسی نے ایک مرتبہ بھی حضور ﷺ کو سینے پر ہاتھ باندھے ہوئے دیکھا ہو، پھر اسکو ''سنت'' ثابت کرنا تو جوئے شیر لانا ہے۔غیر مقلدین کا دعویٰ ہے ''سینے پر ہاتھ باندھنا سنت ہے''، یہ غیر مقلدین کا صرف قیاس ہے، اور قیاس سے سنت مؤکدہ نہیں ثابت ہوسکتی۔

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایات

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائلین مذکورہ باب میں بہت سی روایات پیش کرتے ہیں، جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت وائل ابن حجرؓ کی روایت (۲) حضرت علیؓ کی روایت (۳) حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت

غیر مقلدین کہتے ہیں (۱) حضرت وائل بن حجر کی روایت غیر محفوظ ہے (۲) حضرت علیؓ کی روایت ضعیف ہے (۳) حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت

ضعیف ہے

جائزہ: ۔غیر مقلدین کے پاس سینے پر ہاتھ باندھنے کے سلسلہ میں کوئی صحیح صریح مرفوع حدیث موجود نہیں ہے، اوران کے نزدیک صرف صحیح حدیث حجت ہے اسلئے وہ بغیر دلیل سینہ پر ہاتھ باندھتے ہیں اور بغیر دلیل عمل کرنا انکے نزدیک شرک ہے اسلئے انہیں سینے پر ہاتھ باندھنا ترک کرنا چاہیئے۔

اجتہاد: ۔سینہ پر ہاتھ باندھنے کی مرفوع روایات اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی مرفوع روایات دونوں ضعیف ہیں یا کم از کم ''غیر محفوظ'' ہیں اسلئے دونوں جانب روایات یکساں درجہ کی ہوگئیں۔اس سلسلہ میں اصول یہ ہے کہ ''جب احادیث متساویۃ الاقدام (یکساں درجہ کی) ہوں تو سلف (صحابہ وتابعین کبار) کے اقوال افعال سے ایک جانب ترجیح دی جائیگی۔''

حضرت حجاج بن حسانؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابومجلزؒ سے سنا (راوی کہتے ہیں) میں نے ان سے دریافت کیا کہ (حضور اکرم ﷺ ہاتھوں کو) کیسے رکھتے تھے، تو فرمایا کہ حضور ﷺ اپنے دائیں ہتھیلی کے اندرونی حصہ کو اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے ظاہری حصہ پر رکھتے تھے اوران دونوں کو ناف سے نیچے رکھ لیتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ''وضع الیمین علی الشمال'' ج۳ص۳۲۳)

حضرت ابراہیم نخعیؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ''وضع الیمین علی الشمال'' ج۳ص۳۲۲)

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے سلسلہ میں دو جلیل القدر تابعین حضرت ابومجلزؒ کا قول ''صحیح'' سند کے ساتھ اور حضرت ابراہیم نخعیؒ کا قول ''حسن'' سند کے ساتھ موجود ہے۔اسلئے دونوں ''آثار'' کی بناء پر احناف کا ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا موقف راجح ہوگیا اور اسی کو معمول بہ ٹھہرایا گیا۔

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو نصابِ تخصص ص۲۶ تا ص۴۷)

کیا مقتدی پر سورۂ فاتحہ فرض ہے؟

غیر مقلدین: نماز جہری ہو یا سرّی مقتدی پر سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔**دلیل**: ۔قرآن کریم کی صریح آیت یا احادیث صحیحہ صریحہ متواترہ۔

احناف: نماز جہری ہو یا سرّی، مقتدی کیلئے سورۂ فاتحہ پڑھنا جائز نہیں بلکہ مکروہ تحریمی ہے۔**دلیل**: قرآن کریم کی آیت یا صحیح صریح حدیث۔

سورۂ فاتحہ پڑھنے کی روایات

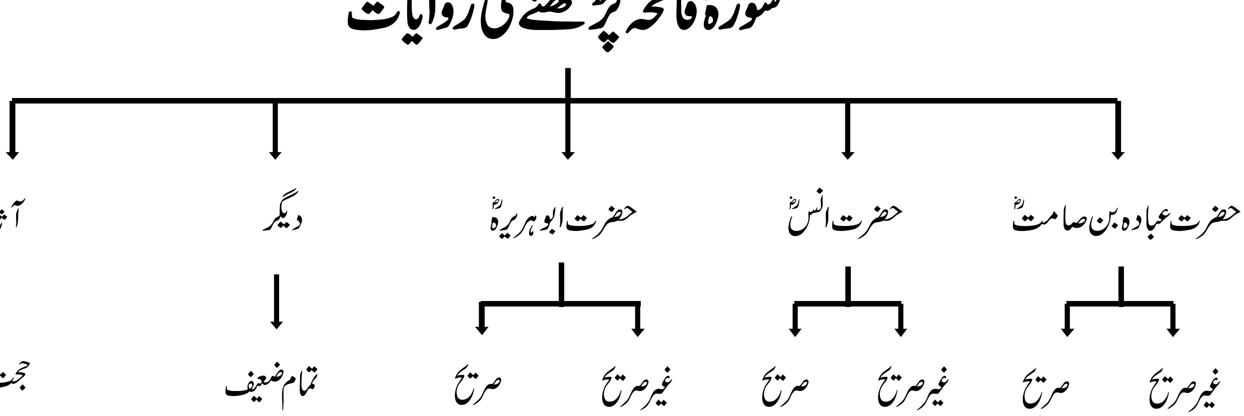

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے صریح روایات

[ترمذی، ابوداؤد، جزء القراۃ]

حضرت عبادہ بن صامتؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی پس ان پر قرأت دشوار ہوگئی جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میں تم کو دیکھتا ہوں کہ تم پڑھتے ہو امام کے پیچھے ہم نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول (ﷺ) فرمایا کہ تم ایسا مت کرو مگر ام القرآن (سورۂ فاتحہ) اسلئے کہ جس نے اسکو نہ پڑھا اس کی نماز نہیں۔ (اسی طرح دوسری روایات ہیں)

ان روایات میں "محمد ابن اسحاق، مکحول، زید ابن واقد، ہیثم بن حمید، نافع بن محمود بن الربیع، عمرو بن شعیب عن ابیہ، عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ" رواۃ ہیں، جن کے بارے میں درج ذیل کلام ہے۔

محمد بن اسحاق:۔ مدلس، ضعف، حجت نہیں............... (تہذیب ج۹ ص۳۶) **مکحول**:۔ مرسل، مدلس............... (تہذیب ج۱۰ ص۲۵۹)

زید ابن واقد:۔ مرسل.................................. (تہذیب ج۳ ص۳۷۱) **ہیثم بن حمید**:۔ ضعف، غیر ثقہ........... (تہذیب ج۱۱ ص۸۱)

نافع بن محمود بن الربیع:۔ مجہول، ضعف (تہذیب ج۱۰ ص۳۶۶) **عمرو بن شعیب عن ابیہ**:۔ مدلس، لغو، ان کے پاس منکر اشیاء ہیں (تہذیب ج۸ ص۴۹)

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ:۔ ضعف، مرسل........................ (تہذیب ج۸ ص۴۴)

(مذکورہ تمام روایات "صحیح" نہیں اسلئے بطور دلیل نا قابل قبول)

حضرت انسؓ سے صریح روایات

[جزء القرأۃ بخاری، ابن حبان، ابویعلیٰ، طبرانی اوسط، مجمع الزوائد، دارقطنی، مسند احمد، بیہقی]

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے صحابہ کرامؓ کیساتھ نماز پڑھی پس جب نماز سے فارغ ہوئے صحابہؓ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کیا تم لوگ اپنی نماز میں پڑھتے ہو؟ جبکہ امام پڑھتا ہے پس صحابہؓ چپ رہے آپ ﷺ نے اس بات کو تین مرتبہ فرمایا ایک شخص یا کئی اشخاص نے کہا بے شک ہم لوگ ایسا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو اور سورۂ فاتحہ کو آہستہ پڑھو۔ (اسی طرح دوسری روایات ہیں)

ان روایات میں "عن ابی قلابہ عن انس، عبداللہ الرقی، محمد بن ابی عائشہ عن رجل من اصحاب، عن قلابہ عن نبی ﷺ" اسناد اور رواۃ ہیں جن کے بارے میں درج ذیل کلام ہے۔

عن ابی قلابہ ابی قلابہ عن انس: غیر محفوظ (تلخیص الحبیر) **عبداللہ الرقی**: وہم (تقریب نمبر ۳۲۶۴)

محمد بن ابی عائشہ عن رجل من اصحاب:۔ انقطاع کا گمان (تلخیص الحبیر)

ابی قلابہ عن محمد بن عائشہ عن رجل عن اصحاب:۔ غیر محفوظ (تلخیص الحبیر) **عن قلابہ عن نبی**:۔ مرسلاً (مصنف ابن ابی شیبہ ج ص)

(مذکورہ تمام روایات "صحیح" نہیں اسلئے بطور دلیل نا قابل قبول)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایات

[صحیح مسلم، جزء القراۃ، ابن ماجہ]

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ کا قول ہے مرفوع حدیث نہیں ہے۔

جزء القراۃ بخاری کی روایت صحیح درجہ تک نہیں پہنچتی اور وہ بھی حضرت ابو ہریرہؓ کا قول ہے۔

ابن ماجہ کی روایت میں میرک نے علقمن سے نقل کیا **فانتھی الناک عن القرأۃ** ....(لوگ قرأۃ سے رک گئے) یہاں سے زہری کا کلام ہے مرفوع حدیث نہیں ہے۔

(غیر مقلدین کے نزدیک غیر نبی کا قول وفعل حجت نہیں اسلئے مذکورہ روایات بطور دلیل نا قابل)

نماز میں مقتدی کیلئے سورۂ فاتحہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے

احناف کے نزدیک مقتدی کو نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا مکروہ ہے وہ اپنے دعوے کی دلیل میں متعدد دلائل پیش کرتے ہیں جن میں سے چار قسم کے دلائل پیش کئے جاتے ہیں۔

قرآن کریم کی آیت — حدیث جب امام قرأت کرے خاموش رہو — حدیث جس کا کوئی امام ہو — آثار

(۱) قرآن کریم کی آیت:۔ آیت کریمہ ’’**وَاِذَاقُرِیَ الْقُرَآنُ فَاسْتَمِعُوْالَهٗ وَاَنْصِتُوْالَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ**o‘‘ **ترجمہ**:۔جب قرآن پاک پڑھا جائے تو تم سب اس کیطرف کان لگایا کرو اور خاموش رہا کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔(سورہ اعراف آیت ۲۰۴)

جمہور صحابہ کرام کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت مقتدی کے سننے کے بارے میں ہے۔

(۲) حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا پس ہمارے لئے ہمارا طریقہ کا واضح فرمایا اور ہمیں ہماری نماز سکھائی، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم نماز شروع کرو تو صفیں خوب اچھی طرح سیدھی کرلیا کرو، پھر تم میں کا ایک شخص امام بنے، پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو (اور بروایت **جریر عن سلیمان عن قتادہ** اس حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ) اور جب وہ قرأت شروع کرے تو خاموش ہو جاؤ اور جب وہ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو، اللہ تعالیٰ تمہاری دعاء کو قبول کریگا۔..................(صحیح مسلم **باب التشھد فی الصلوٰۃ** ج ۱ ص ۱۷۴، مسند احمد ج ۴ ص ۴۱۰)

مقتدی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ نہ پڑھنے کے وجوب میں یہ حدیث صحیح بھی ہے اور صریح بھی ہے۔

(۳) جس شخص کیلئے امام ہو (یعنی وہ مقتدی بن کر نماز پڑھے) تو امام کی قرأت اس کیلئے بھی قرأت ہے (ابن ماجہ ص ۶۱، مسند احمد ج ۳ ص ۳۳۹، مؤطا امام محمد ص ۹۷، کتاب الآثار ج ۱ ص ۲۰)

اگر اس حدیث کو بالفرض ضعیف بھی مانا جائے تو یہ بطور شاہد ہے اور حدیث عبادہ کی مفسر ہے

(۴) آثار:۔ اس میں صحابہ وتابعین کے اقوال ہیں۔

اجتہاد:۔ مقتدی پر سورۂ فاتحہ فرض ہونیکی دلیل میں غیر مقلدین کے پاس ایک بھی صحیح صریح حدیث موجود نہیں ہے (کیونکہ اس سلسلہ میں جو حدیث صحیح ہے وہ صریح نہیں ہے اور جو صریح ہے وہ صحیح نہیں ہے)، اسلئے غیر مقلدین کا دعویٰ رد ہے۔احناف کے پاس ’’قرآن پاک کی آیت‘‘ اور ’’صحیح مسلم کی حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے حدیث‘‘ موجود ہے جو صحیح صریح حدیث ہے ان دونوں (آیت اور حدیث) سے مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت نہ کرنیکا وجوب ثابت ہوتا ہے۔ اور ترک واجب مکروہ تحریمی ہے۔اسلئے مقتدی کیلئے نماز (چاہئے جہری ہو یا سری) میں امام کے پیچھے قرأۃ (سورۂ فاتحہ یا اس سے زیادہ پڑھنا) مکروہ تحریمی ثابت ہوتا ہے۔ (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو نصاب تخصص ص ۴۷ تا ص ۷۳)

کیا مقتدی کیلئے جہراً آمین کہنا سنت ہے؟

غیر مقلدین:۔امام کی جہری قرأت میں والا الضالین کہنے پر مقتدی کو جہراً آمین کہنا سنت مؤکدہ ہے۔**دلیل**:۔صحیح صریح حدیث

احناف:۔قرأت جہری ہو یا سرّی مقتدی کا سراً آمین کہنا سنن زوائد میں سے ہے۔**دلیل**:۔ضعیف احادیث یا افعال واقوال سلف

جہراً آمین کہنے کی روایات

حضرت وائل بن حجرؓ	حضرت ابو ہریرہؓ	حضرت امّ حصینؓ	حضرت علیؓ	غیر صریح	آثار
مضطرب	غیر صحیح	غیر صحیح	ضعیف	قیاس	حجت نہیں

حضرت وائل بن حجرؓ کی روایات

[ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، نسائی، ابن ابی شیبہ جزءالقرأۃ، بخاری، دارقطنی، بیہقی، وغیرہ]

حضرت وائل بن حجر سے روایت ہے کہ میں نے سنا نبی ﷺ سے کہ انھوں نے غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ پڑھا پھر آمین کہا (اور) دراز کی اس کے ساتھ آواز اپنی۔

حضرت وائل بن حجرؓ کی روایات میں جہراً اور سراً کے سلسلہ میں تو اضطراب ہے ہی لیکن جو روایات صرف جہرا کی ہیں ان میں بھی اضطراب ہے۔ ملاحظہ ہو:

حضرت وائل بن حجرؓ سے روایات

حدیث کی کتاب	جہر کے سلسلہ میں الفاظ	حدیث کی کتاب	جہر کے سلسلہ میں الفاظ
ابوداؤد	قَالَ آمِیْنَ رَفَعَ صَوْتَهُ	ترمذی	فَقَالَ آمِیْنَ مَدَّ بِهَاصَوْتَهُ
ابن ماجہ	قَالَ آمِیْنَ فَسَمِعْنَاهَامِنْهُ	نسائی	قَالَ آمِیْنَ یَرْفَعُ بِهَاصَوْتَهُ
ابن ابی شیبہ	جَهَرَبِآمِیْنَ	جزء القرأت بخاری	یَمُدُّ بِهَا صَوْتَهُ آمِیْنَ
بیہقی	قَالَ آمِیْنَ رَافِعاًبِهَاصَوْتَه	طبرانی معجم کبیر	قَالَ آمِیْنَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ
طبرانی وبیہقی	قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ آمِیْنَ		

(حضرت وائل بن حجرؓ کی روایات مضطرب ہیں اور مضطرب روایات سے استدلال صحیح نہیں)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایات

[دارقطنی ، مستدرک حاکم،ابن ماجہ]

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب سورۂ فاتحہ کی قرأت سے فارغ ہوتے تو اپنی آواز کو بلند کرتے اور کہتے آمین۔ اور کہا (دارقطنی نے) هٰذَا اِسْنَادٌ حَسَنٌ یعنی یہ اسناد حسن ہے یعنی دارقطنی کو خود اعتراف ہے کہ یہ حدیث صحیح درجہ تک نہیں پہنچی ہے۔ (اسی طرح دوسری روایات ہیں)

ان روایات میں ''اسحاق بن ابراہیم بن العلاء الزبیدی بن زبریق''، ''بشر بن رافع'' رواۃ ہیں، جن کے بارے میں درج ذیل کلام ہے۔

اسحاق بن ابراہیم بن العلاء الزبیدی بن زبریق:۔ کذاب، وہمی (تہذیب ج ا ص ۱۹۶)

بشر بن رافع:۔ ضعیف، اس کے پاس منکر اشیاء ہیں، اسناد موضوعہ، منکر الحدیث (تہذیب ج: ا ص: ۴۰۹)

(حدیث غیر محفوظ، اسناد میں کلام اسلئے روایات بطور استدلال نا قابل قبول)

حضرت اُمّ حصینؓ کی روایات

[مسند راھویہ، طبرانی کبیر]

حضرت ام حصینؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی پس جب آپ ﷺ نے والا الضالین کہا تو آمین کہا پس انہوں نے اسکو سنا اور وہ عورتوں کی صف میں تھیں۔

اسماعیل بن مسلم مکی:۔ ضعیف، منکر الحدیث، متروک، مختلط، بہت لغو (میزان، ج ا ص ۱۱۵، تہذیب ج ا ص ۲۹۹)

(حدیث غیر محفوظ اور ضعیف اسلئے بطور استدلال نا قابل قبول)

حضرت علیؓ سے روایات

[مستدرک حاکم، علل الحدیث]

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جب امام غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہتا تو (اس وقت) آمین کہتے ہوئے سنا۔

محمد بن ابی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ:۔ ضعیف (تخریج صلوٰۃ الرسول ص ۲۳۹ حاشیہ)، خراب حافظے والے

(اسناد میں کلام اور حدیث ضعیف اس لئے نا قابل قبول)

غیر صریح روایات

اگر صحیح بھی ہوں تو قیاس کا درجہ رکھتی ہیں اور قیاس سے سنت مؤکدہ ثابت نہیں ہوسکتی۔

سرّاً آمین کہنے کی روایات

سرّاً آمین کہنے کی دلیل میں بہت سے روایت پیش کی جاتی ہیں جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں

- آمین دعا ہے
- حضرت سمرہ بن جندبؓ
- حضرت وائل بن حجرؓ
- حضرت ابو ہریرہؓ
- آثار

مشہور تابعی حضرت عطاء بن رباحؒ نے کہا ''آمین'' دعا ہے۔ (بخاری ج ا بَابُ الْجَهْرِ بِا لتَّا مِيْن ص ۱۰۷) اور اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ''اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّ عًا وَّ خُفْيَةً'' یعنی اپنے رب کو پکارو عاجزی کے ساتھ خفیہ طور پر۔ (سورۂ اعراف آیت نمبر ۵۵) اور حدیث شریف میں ہے ''اِنَّكُمْ لَاتَدْعُوْنَ اَصَمًّا وَّلَا غَائِباً'' یعنی تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکارتے۔ (صحیح بخاری کتاب الجہاد بَا بُ مَا يُكْرَهُ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ فِي التَّكْبِيْر ج ا ص ۴۲۰) ۔آیت اور احادیث مشیر ہیں کہ دعا میں اصل اخفاء ہے اور چونکہ آمین دعا ہے اسلئے اسمیں بھی اصل اخفاء (آہستہ، خفیہ) ہے۔ چنانچہ جمیع اہل سنت والجماعت اس پر متفق ہیں، جیسا کہ گذر چکا ہے اس لئے اس کی دلیل پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے عملاً فریق مخالف بھی اس پر عمل کرتا ہے لیکن استحساناً چند روایات پیش کی جاتی ہیں۔

حضرت حسنؓ سے روایت ہے حضرت سمرہ بن جندبؓ اور عمران بن حصینؓ نے آپس میں بحث کی پس حضرت سمرہ بن جندبؓ نے کہا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دوسکتوں (خاموشیوں) کو یاد رکھا ایک سکتہ تو وہ ہے کہ جب تکبیر کہے اور دوسرا سکتہ وہ ہے کہ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ پڑھنے سے فارغ ہوئے پس سمرہؓ نے اس کو یاد رکھا اور عمران بن حصینؓ نے اس کا انکار کیا دونوں نے حضرت ابی بن کعبؓ کی طرف لکھا تو انہوں نے جواب دیا کہ سمرہؓ نے یاد رکھا۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ، بَابُ السَّكْتَةِ عِنْدَ ا لِا فْتِتَاح ج ا ص ۱۱۳)

حضرت وائل بن حجرؓ سے روایت ہے جناب رسول اللہ ﷺ نے ہم کو نماز پڑھائی پس جب غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ پڑھا آمین کہا اور اپنی آواز کو آہستہ کیا اور اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھا اور اپنے دائیں جانب اور بائیں جانب سلام پھیرا۔ (مسند احمد ج ۴ ص ۳۱۶، ترمذی ابواب الصلوٰۃ، بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّا مِيْن ج ا ص ۵۸، ابوداؤد الطیالسی ص ۱۳۸، دارقطنی کتاب الصلوٰۃ، بَابُ التَّا مِيْنِ فِي الصَّلوٰةِ ج ا ص ۳۳۴، مستدرک حاکم کتاب التفسیر، بَابُ آمِيْنُ يُخْفَضُ الصَّوْتُ ج ۲ ص ۲۳۲)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں سکھاتے تھے فرماتے تھے امام سے جلدی مت کرو جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ والا الضالین کہے تو تم آمین کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی کرو اور جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تم کہو اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ (صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ، بَابُ اِئْتِمَا مِ ا لْمَا مُوْمِ بِا لْاِ مَام ج ا ص ۱۷۷)

اجتہاد:۔غیر مقلدین کے پاس آمین بالجہر کی ''سنیّت'' کی دلیل میں کوئی صحیح صریح روایت موجود نہیں اسلئے انکا دعویٰ رد ہے۔

قرآن کریم کی آیت اور بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہےکہ دعا میں اصل خفا ہے۔اور آہستہ آمین کہنے کے سلسلہ میں حسن اور ضعیف روایات موجود ہیں احناف کے نزدیک جو آمین آہستہ سے کہنا سنت ہے وہ دراصل سنن زوائد میں سے ہے اور سنن زوائد کی دلیل ضعیف احادیث بھی ہوسکتی ہیں۔ نیز مصنف عبدالرزاق سے حضرت ابراہیم نخعیؒ کا اثر (جسکی اسناد صحیح ہیں) اور صحیح مسلم کی حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے قیاس آمین بالسّر (آہستہ آمین کہنے کو) راجح کرتا ہے۔

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو نصابِ تخصص ص ۷۳ تا ص ۹۰)

کیا مقتدی امام کی قرأت کا جواب دے سکتا ہے؟

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ نماز میں مقتدی کو امام کی قرأت میں مخصوص آیات کا جواب دینا چاہئے اور اسکی دلیل میں چند روایات پیش کرتے ہیں۔لیکن اس کی دلیل میں (۱) کوئی صحیح صریح مرفوع حدیث نہیں (۲) مذکورہ روایات میں یہ صراحت نہیں ہے کہ مخصوص آیات کا جواب دینا امام اور مقتدی کے ذمہ ہے (۳) آثار حجت نہیں اور نہ یہ صراحت ہے کہ یہ مقتدیوں کے لئے ہے۔ (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو نصابِ تخصص ص ۹۰ تا ص ۹۳)

کیا نماز میں رکوع سے پہلے اور بعد، رفع یدین سنت ہے؟

غیر مقلدین کا موقف: غیر مقلدین کے نزدیک رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین سنت مؤکدہ ہے بلکہ بعض تو فرض اور شرط بھی کہتے ہیں اور مذکورہ مقامات پر رفع دیدین نہ کرنے سے نماز کے ناقص بلکہ باطل ہو جانے کے مدعی ہیں۔اسلئے دلیل قرآن کریم کی صریح آیت یا احادیث صحیحہ صریحہ متواترہ مطلوب ہیں۔

احناف کا موقف: احناف کے نزدیک رفع دیدین عندالرکوع اور تیسری رکعت کے شروع میں یا کسی بھی اونچ نیچ کے موقع پر سنت نہیں ہے، بلکہ ترک رفع یدین مستحب ہے اسلئے ضعف احادیث یا افعال واقوال سلف سے بھی ثابت ہوسکتا ہے۔

رفع یدین کی روایات

غیر صریح روایات	صریح روایات	آثار
قیاس	ضعیف ترین بلکہ موضوع	حجت نہیں

غیر صریح روایات

[مثلاً حضرت عبداللہ ابن عمرؓ، حضرت ابوحمید ساعدیؓ، اور حضرت مالک بن حویرثؓ کی روایات وغیرہ]

یہ تمام روایات نہ دوام فعل یا نہ آخر فعل ثابت کرتی ہیں بلکہ صرف اثبات رفع یدین پر مشیر ہیں اور بقاء ونسخ سے ساکت ہیں اور اسمیں سی بہت سی روایات غیر صحیح ہیں۔دلیل کے اعتبار سے صرف قیاس کا درجہ رکھتی ہیں۔

صریح روایات

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت

غیر مقلدین دوام رفع یدین کے سلسلہ میں ایک روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی سند سے پیش کرتے ہیں اور اسمیں یہ جملہ بتلاتے ہیں کہ" **فمازالت تِلْکَ صَلوٰتُہ' حَتّٰی لَقِیَ اللّٰہَ تَعَالیٰ** **ترجمہ**: اللہ تعالیٰ سے ملتے دم تک آپ ﷺ کی نماز اسی طرح رہی" اور حوالہ **تلخیص الحبیر** کا پیش کرتے ہیں جبکہ اصولاً تلخیص الحبیر حدیث کی کتاب ہی نہیں ہے بلکہ مشکوۃ کی طرح احادیث کا مجموعہ ہے۔اسلئے انھیں اصل کتاب کا حوالہ دینا چاہئے اور دکھانا چاہئے کہ وہ روایت اس کتاب میں کہاں ہے؟ اس روایت کی جو سند پیش کی جاتی ہے اسمیں عبدالرحمٰن بن قریش بن خزیمہ الھروی ہے جو گڑھنے کے (وضاع) سے متہم ہے۔اور ایک راوی عصمۃ بن محمد النساری ہے۔جو وضاع (گڑھنے) سے مشہور ہے (میزان الاعتدال ج ص)۔کچھ لوگ کچھ اور بھی روایات پیش کرتے ہیں جس میں رفع یدین کا ذکر ہی نہیں ہے۔غرض جتنی صریح روایات غیر مقلدین دوام کے سلسلہ میں پیش کرتے ہیں وہ سب ضعیف ہیں بلکہ موضوع کے درجہ تک ہیں۔اس لئے مذکورہ مقامات پر رفع یدین کا دعویٰ رد ہے۔

ترک رفع یدین عندالرکوع کی روایات

صحیح مسلم، نسائی، ابوداؤد کی حضرت جابر بن سمرۃؓ کی روایت۔

مسند حمیدی کی روایت، مسند ابوعوانہ کی روایت اور مدون کبریٰ کی روایت۔

مدعیان رفع یدین عندالرکوع کے پاس کوئی ایک ایسی حدیث صریح نہیں ہے جو بقائے سنت کے ثبوت کیلئے کافی ہو جبکہ مدعیان ترک رفع کے پاس ایسی صریح روایات اور آثار موجود ہیں جو ترک رفع یدین کو ایک جانب راجح کردے۔

حضرت علقمہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کیا میں تمہیں حضور اکرم ﷺ جیسی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں؟ چنانچہ آپ نے نماز پڑھی اور پہلی مرتبہ (تکبیر تحریمہ کے وقت) رفع یدین کرنے کے علاوہ کسی اور جگہ رفع یدین نہیں فرمایا۔ (ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ، بَابُ مَنْ لَّمْ یَذْکُرِ الرَّفْعَ عِنْدَ الرُّکُوْعِ ج۱ص۱۰۹، ترمذی ابواب الصلوٰۃ، بَابُ رَفْعِ الْیَدَیْنِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ ج۱ص۵۹، نسائی کتاب الصلوٰۃ، بَابُ رَفْعُ الْیَدَیْنِ وَالرُّخْصَۃُ فِیْ تَرْکِ ذَالِکَ ج۱ص۱۶۱)

حضرت اسودؒ سے روایت ہے کہ میں نے عمر بن خطابؓ کو پہلی تکبیر میں اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے دیکھا۔ (طحاوی کتاب الصلوٰۃ، بَابُ التَّکْبِیْرَاتِ ج۱ص۱۵۶، مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ، بَابُ مَنْ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ ج۲ص۴۱۷) وغیرہ۔

اجتہاد: ۔رفع یدین عندالرکوع کے سلسلہ میں غیر مقلدین جتنی روایات پیش کرتے ہیں ان سے صرف اثبات رفع یدین ثابت ہوتا ہے بقائے سنیت رفع یدین نہیں ثابت ہوتا اسلئے بطور استدلال سب رد ہیں پھر آثار واقوال پیش کرنیکا انہیں حق نہیں ہے کیونکہ وہ غیر مقلدین میں سے ہیں۔ اسکے بعد بقائے سنیت رفع عندالرکوع کیلئے ان کے پاس کوئی ایک بھی صحیح روایت نہیں ہے جس سے دوام ثابت ہو۔ جو روایات غیر مقلدین دوام رفع کیلئے پیش کرتے ہیں وہ سب ضعیف ہیں بلکہ موضوع کے درجہ تک ہیں اسلئے سب رد ہیں۔ چنانچہ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد اور تیسری رکعت کے شروع کے رفع یدین کا اصل سنت اور اسکے خلاف جائز نہ ہونے کا ان کا دعویٰ رد ہے۔

احناف کے نزدیک ''ترک رفع یدین'' مستحب ہے۔ اور مستحب کیلئے ضعیف حدیث یا اقوال وافعال سلف حجت ہیں۔ احناف کے ترک رفع یدین کے دعوے کیلئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی مرفوع روایت جو کہ ''صحیح'' ہے، حجت ہے۔ جبکہ اگر ''ضعیف'' بھی ہوتی تو مستحب کی دلیل کیلئے کافی تھی۔ کیونکہ غیر مقلدین کے پاس کوئی صحیح صریح روایت موجود نہیں ہے۔ غیر صریح روایات سے صرف یہ ''قیاس'' ہو سکتا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ رفع یدین اب بھی باقی ہو۔ اور ان کے قیاس کے مقابلے میں صحیح صریح حدیث موجود ہے۔ اگر ضعیف بھی ہوتی تو قیاس کے مقابلہ میں حجت ہے چہ جائیکہ صحیح ہے۔ مزید برآں یہ کہ صحیح سند کے ساتھ صریح آثار بھی موجود ہیں جو ترک رفع یدین کے استحباب میں حجت ہونے کیلئے کافی ہیں۔

ترک رفع یدین کے استحباب کے قائلین کے پاس متعدد روایات صحابہ بحکم مرفوع اور صحیح سند سے آثار موجود ہیں جو ترک رفع یدین کے مستحب ہونے کیلئے کافی ہیں۔

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو نصابِ تخصص ص ۹۳ تا ص ۱۱۸)

سجدے میں جانے اور سجدے سے اٹھنے کی کیفیت

غیر مقلدین: ۔ غیر مقلدین کا موقف یہ ہے کہ سجدہ میں جاتے ہوئے زمین پر دونوں ہاتھ پہلے ٹیکے اس کے بعد گھٹنے۔

احناف :۔احناف کا موقف یہ ہے کہ سجدہ میں جاتے ہوئے گھٹنوں کو زمین پر پہلے ٹیکے اس کے بعد دونوں ہاتھ۔

غیر مقلدین کی دلیل:۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھے اور چاہئے کہ رکھے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں سے پہلے۔ (ابوداوٗد بَابٌ کَیفَ یَضَعُ رُکْبَتَیهِ قَبْلَ یَدَیهِ ج اص ۱۲۲)

حدیث ابو ہریرہؓ معلول ہے۔علامہ ابن قیم نے کہا کہ یہ حدیث مقلوب ہے۔اس سلسلہ کی دیگر روایات بہت زیادہ ضعیف ہیں

احناف کی دلیل:۔حضرت وائل بن حجرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ جب سجدہ فرماتے تو اپنے ہاتھوں کو رکھنے سے پہلے اپنے دونوں گھٹنے رکھتے اور سجدے سے اٹھتے تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے اپنے گھٹنوں کو اٹھانے سے پہلے۔(ابوداوٗد بَابٌ کَیفَ یَضَعُ رُکْبَتَیهِ قَبْلَ یَدَیهِ ج اص ۱۲۲، ترمذی بَابُ مَا جَاءَ فِیْ وَضعِ الْیَدَیْنِ قَبْلَ الرُّکْبَتَیْنِ ج اص ۶۱،نسائی بَابٌ اَوَّلُ مَا یَصِلُ اِلَی الْاَرْضِ مِنَ الْاِنْسَانِ فِیْ سُجُوْدِہٖ ج اص ۱۶۵، مستدرک حاکم ج اص ۳۴۹ ،طحاوی ج اص ۱۵۰ ،طبرانی فی الکبیر ج ۲۲ص ۴۰ ،سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ص ۹۸ ،السنن الکبریٰ للنسائی ج اص ۲۲۹ ،جمع الفوائد ج اص ۲۱۰)

حضرت وائل بن حجرؓ کی روایت کو محدثین کرام نے راجح قرار دیا ہے۔

(تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو نصابِ تخصص ص ۱۱۸ تا ص ۱۲۰)

ایک مجلس کی تین طلاقوں کا حکم

غیر مقلدین:۔ انکا موقف ہیکہ اگر کوئی شخص ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاق دے تو ایک ہی واقع ہوئی ہے اور مطلقہ اس کیلئے حلال ہے رجوع کرسکتا ہے۔ چونکہ غیر مقلدین کا موقف قرآن کریم کے صریح حکم ''فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ'' کیخلاف ہے اسلئے انہیں اپنی دلیل میں قرآن کریم کی صریح آیت یا کم از کم احادیث صحیحہ صریحہ متواترہ پیش کرنی چاہئے۔

جمہور امت: قرآن کریم کا صریح حکم ہے ''فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ترجمہ پس اگر اس کو (تین) طلاق دیدے تو اس کیلئے حلال نہیں ہے اس کے بعد جب تک کہ وہ (عورت) دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرلے (سورۂ بقرہ آیت نمبر ۲۳۰)'' اس آیت کے حکم پر عمل کرتے ہوئے جمہور امت کا موقف درج ذیل ہے۔

''ایک مجلس کی تین طلاقیں بیک لفظ دی جائیں یا بالفاظِ متعددہ، واقع ہوجاتی ہیں۔ اور تین طلاقوں کے بعد چاہے وہ جس طرح دی گئی ہوں رجعت کرنا شرعاً ممکن نہیں ہے۔''

غیر مقلدین کے دلائل

- حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت شاذ، غیر مرفوع، معلول
- حضرت رکانہؓ سے روایات غیر صحیح
- آثار حجت نہیں

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت

یہ روایت نہ قولِ رسول اور نہ فعلِ رسول ہے نہ تقریرِ رسول ہے اسلئے یہ روایت سرے سے مرفوع کی تعریف پر منطبق نہیں ہوتی۔

حضرت طاؤسؒ:۔ اس روایت کا مدار طاؤس پر ہے۔ ان کی نسبت علامہ ابو جعفر بن النحاس نے کتاب الناسخ المنسوخ میں لکھا ہے کہ طاؤس اگرچہ مرد صالح ہیں مگر ابن عباسؓ سے ان کی کئی روایتیں منکر و نا مقبول ہیں۔

(مذکورہ روایت غیر مرفوع، شاذ اور اجماع کیخلاف ہے اسلئے بطور استدلال نا قابل قبول ہے)

حضرت رکانہؓ سے روایت

مسند احمد کی یہ روایت معلول بھی ہے اور بہت مجروح وضعیف ہے (تلخیص ص ۳۱۹) اسمیں ایک راوی داؤد بن الحصین ہیں ان میں بہت کلام ہے اور وہ جو روایتیں عکرمہ سے لاتے ہیں وہ منکر ہوتی ہیں (میزان ج ص) اور یہ داؤد نے عکرمہ ہی سے بیان کی ہے۔ مزید اسمیں ایک راوی محمد بن اسحاق بھی ہیں ان پر بھی بہت کلام ہے۔ (اس لئے یہ روایت بطور استدلال نا قابل قبول ہے)

وقوع ثلاث پر صحابہ کرام کا اجماع

فتح القدیر میں ہے کہ تین طلاقیں واقع ہونے کا حکم اجماعی اور حق ہے، لہذا اس کے خلاف کرنے میں سوائے گمراہی کے اور کچھ نہیں، اگر کوئی قاضی شرع اس کے خلاف فتویٰ دے تو معتبر نہیں، مردود و باطل ہے کیونکہ تین طلاقیں واقع ہو جانے کا مسئلہ اجتہادی نہیں اجماعی ہے۔ (فتح القدیر ج ۳ ص ۳۳۰)